

نخبی مایا

شاعر اہلیت علامہ نجم آفندی کا ہندی کلام

محقق و تدریس

ڈاکٹر سید تقی عابدی

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

کتاب	:	صحیح مایا
تحقیق و تدوین اور تنقید	:	ڈاکٹر سید تقی عابدی
سنہ اشاعت	:	2006ء
تعداد	:	1000
کمپوزنگ	:	افراح کمپیوٹر سنٹر نی، دہلی۔ 25
ایڈیشن	:	اول
باہتمام	:	ڈاکٹر شاہد حسین، نئی دہلی

یہ کتاب

مرتب محقق و ناقد ڈاکٹر سید تقی عابدی (کنیڈا) اور
ناشر ڈاکٹر شاہد حسین، شاہد پبلی کیشنز، 2253 دریا گنج، نئی دہلی (انڈیا)
کی اجازت سے شائع کی گئی

رَو میں ہے زحشِ عمر

نام	:	سید تقی حسن عابدی
ادبی نام	:	تقی عابدی
تخلص	:	تقی
والد کا نام	:	سید سبط نبی عابدی منصف (مرحوم)
والدہ کا نام	:	سجیدہ بیگم (مرحومہ)
تاریخ پیدائش	:	کیم مارچ 1952ء
مقام پیدائش	:	دہلی (انڈیا)
تعلیم	:	ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا) ایم ایس (برطانیہ) ایف سی اے پی (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ) ایف آرسی پی (کنیڈا)
پیشہ	:	طباہت
ذوق	:	شاعری اور ادبی تحقیق
شوق	:	مطالعہ اور تصنیف
قیام	:	ہندوستان، ایران، برطانیہ، نیویارک اور کنیڈا
شریک حیات	:	گیتی
اولاد	:	دو بیٹیاں (معصوما اور رویا) دو بیٹے (رضا اور مرتضیٰ)
تصانیف	:	شہید (1982ء) جوشِ موڈت۔ گلشنِ رویا۔ اقبال کے عرفانی زادے، انشاء اللہ خاں انشاء۔ رموزِ شاعری۔ اظہارِ حق۔ مجتہدِ نظم مرزا دہیر۔ طالعِ مہر۔ سدکِ سلام دہیر۔ تجزیہ یادگارائیس۔ ابوابِ المصائب۔ ذکر دُرباران۔ عروسِ سخن۔ مصحفِ فارسی دہیر۔ مثنویات دہیر۔ کائناتِ نجم۔ تجزیہ شکوہ جو اب شکوہ۔ رباعیات دہیر۔ فانی شناسی۔ مصحفِ تاریخ کوئی۔ روپِ کنوارِ کماری۔ تعشقِ لکھنوی۔

دردِ دل

کس کس سے سوال کروں؟

علامہ نجم آفندی نے کہا تھا:

میں خود ہوں مطمئن اے نجم ادب کی خدمت سے
جگہ نہ دے کہیں تاریخ روزگار مجھے

اردو کے مشاہیر شعرائے غزل نے نجم کی قدر دانی کیوں نہ کی؟ ①

(195) عمدہ اور اعلیٰ ترین غزلوں کو کیوں نظر انداز کیا گیا؟

کیا 1955ء کا آل انڈیا مشاعرہ یاد نہیں جس میں نجم نے مشاعرہ لوٹ لیا تھا؟ 0

اردو کے ترقی پسند تحریک کے نمائندوں نے کیوں نجم کو نظر انداز کیا؟ اردو ②

ادب میں کسان، مزدور، مزدوری اور سرمایہ داروں کے خلاف نظموں میں پہلی آواز

علامہ اقبال اور جوش سے قبل نجم کے سوا کس نے بلند کی؟ اگر بقول سلیمان ندوی،

حسرت موہانی اسلامی اور سوشلسٹ رجحان رکھ کر بیسویں صدی کے ابوذر غفاری

ہو سکتے ہیں اور تحریک کے بھی پسندیدہ شاعر رہ سکتے ہیں تو نجم کی مسلمانی کیوں

برداشت نہ ہوئی؟

③ نعت کے پرستاروں نے صد ہا نعتیہ آبدار اشعار اور سولہ سے زیادہ نعتوں کو

کیوں طاق نسیاں کے سپرد کیا؟

کیا تجم کے اس شعر میں کسی کو شک ہو سکتا ہے؟

اے تجم میں ہوں شاعرِ دربارِ رسالت

کیا شک ہے کسی کو مری تصویر کشی میں

④ کیوں افسانہ نویسوں نے عمدہ افسانہ ”چوراموں“ نہیں پڑھا؟ کیوں ناول

نگاروں نے تخلیقی شاہکار ناول ”بندۂ خدا“ کو فراموش کیا؟

شریکِ حال نہ ہوتی جو تجم خودداری

ہمارے غم کا فسانہ غم جہاں ہوتا

⑤ اردو میں کتنے شاعر ہیں جنہوں نے تجم کی طرح چھ سو سے زیادہ عمدہ

رباعیاں لکھیں؟ کیوں اردو رباعیات لکھنے کے پی ایچ ڈی (Ph.d) کے مقالے میں

تجم کا نام تک نہیں؟ جبکہ پانچ اور دس رباعی کہنے والے افراد کا ذکر آب و تاب کے

ساتھ ہے۔ کیا اس قسم کے مقالوں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

⑥ شاعرِ اہل بیت کا خطاب دے کر محبانِ اہل بیت کیوں تجم سے ناغل ہو گئے؟

مولویوں، خطیبوں نے منبر سے کیوں ان کا پیغام نہیں پہنچایا؟ سلاموں، نوحوں،

مرثیوں کو لے کر دوسرے انتقادی کلام کو کیوں تلف کر دیا؟ کراچی میں اتنے بڑے

شاعر کے جنازے میں کیوں صرف بیس (20) پچیس (25) افراد شریک ہوئے؟

⑦ کیوں تجم کے کلام کو محبانِ اہل بیت، گروہانِ نوحہ خوان، پرستارانِ تجم،

شاگردانِ رشید، عزیز و اقربا نے انتقال کے تیس (30) برسوں میں بھی شائع نہیں

کیا؟ اگرچہ تجم نے کہا تھا:

ہم تجم چار روز کے مہمان ہیں مگر

رہ جائیں گے یہ شعر و ادب کے تبرکات

8 اردو ادیبوں اور تنقید نگاروں نے اس بیسویں صدی کے عظیم شاعر سے کیوں غفلت برتی؟ نجم کے (12799) اشعار، (195) غزلیں، (591) رباعیات، (498) قطعات، (16) نعتیں، (81) قصائد، (107) سلام، (144) نوے، (83) متفرقات کے علاوہ (3) مرثیے، (18) ہندی کلام کے آثار اور کئی نثری کتابیں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ موجود ہیں:

آج اردوے مغلّی کی اشاعت کے لئے
یہ غنیمت ہے کہ نجم نکتہ داں باقی رہا
میں نے حقیقت کو پیش کیا ہے:

نجم بہتر ہے تصنع کی دلاویزی سے
تلخ لہجہ میں حقیقت کا بیاں ہو جانا

9 کانگریس، مسلم لیگ اور دوسرے قومی سیاسی عہدے داروں نے ایسے وطن دوست شاعر کو وطن کی محبت میں کیا دیا؟ جبکہ

ع: منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

کائناتِ نجم ان تمام سوالوں کا جواب رکھتی ہے۔ صرف گردشِ اوراق شرط ہے۔ شاید یہ میری نجمی عقیدت اور اردو محبت ہو۔ یہ ایک خوشگوار حادثہ تھا جس کے فیض سے میں کائناتِ نجم کو دریافت کر سکا:

یہ بھی اک حادثہ اردو کی محبت کا ہے نجم
کچھ عزلت سے جو باہر نکل آیا ہوں میں

خیر اندیش

سید تقی عابدی

نجم آفندی کا زندگی نامہ

نام
مخلص
شہرت
گھریلو نام

مرزا تجمل حسین
نجم - نجمی
نجم آفندی
نادر مرزا

تاریخ ولادت: رمضان 1330 ہجری مطابق 1893ء

مقام ولادت: اکبر آباد (آگرہ) کٹرہ حاجی حسن جو پتیل منڈی کے پیچھے واقع ہے۔

والد
مرزا عاشق حسین بزم آفندی۔ معروف شاعر اپنے سگے ماموں سید اسماعیل حسین
منیر شکوہ آبادی متوفی 1880ء کے شاگرد رہے۔ ان کی پیدائش 1860ء میں کٹرہ
حاجی حسن آگرہ میں ہوئی۔ شادی آغا حسین صاحب صاحب دیوان شاعر کی بیٹی
سے ہوئی۔ دوسری شادی ایک انگریز خاتون سے ہوئی۔ آپ بزم مخلص کرتے
تھے۔ معروف غزل گو اور مرثیہ گو شاعر تھے۔ بزم آفندی کا انتقال 23 مارچ 1953ء
کو ہوا۔

دادا
مرزا عباس بیخ جو مرزا نجف علی بیخ کے فرزند تھے جو مرزا فتح مشہور مرثیہ گو شاعر
کے حقیقی بھائی تھے۔ اسی لیے تو نجم آفندی نے مرزا فتح کی میراث پر فخر کرتے
ہوئے فرمایا:

نجم میں ہوں خاک پائے مسند آرائے فتح
مدح کی دولت ملی ہے ورثہ اجداد سے

پردادا:

مرزا ہادی علی فیض آبادی۔ مرزا ہادی علی کے تین فرزند تھے۔ (1) مرزا جعفر علی فتح
(2) مرزا نجف علی بلخ (3) مرزا فتح۔ ڈاکٹر صفدر حسین مرحوم لکھتے ہیں۔ ”تجم آفندی
کے پردادا ہادی علی فیض آبادی حضرت عقیل ابن ابی طالب علیہ السلام کی نسل سے
تھے لیکن جب ان کے بزرگ بلاد ایران میں رہنے لگے تو وہاں ”مرزا“ مشہور
ہو گئے تھے۔ ہندوستان میں آمد کے بعد ان کے بزرگ شاہجہاں آباد (دہلی) میں
سکونت پذیر ہوئے تھے۔

معز الدین تادری اسرار و افکار میں لکھتے ہیں۔ تجم آفندی کے پردادا مرزا ہادی علی
فیض آباد کے محلہ ”مغل پورہ“ میں رہتے تھے چنانچہ تجم آفندی نے اس طرف اشارہ
کیا ہے۔

مرے بزرگوں کا اصلی وطن ہے فیض آباد

مجھے بھی شوق تھا دیکھوں میں یہ در و دیوار

تجم آفندی کے اجداد ترک نسل سے تعلق رکھتے تھے جو ہجرت کر کے ہندوستان میں
آباد ہوئے۔

بھائی بہن: دو بھائی (1) مرزا اعجاز حسین مرحوم اکیس برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ یہ عمر میں
تجم سے بڑے تھے۔

(2) مرزا سلیمان کوب آفندی، چھوٹے بھائی جن کی صاحبزادی مشہور مرثیہ نگار
شاعر باقر زیدی کی شریک حیات ہیں۔ ایک بہن شہزادی فرطیس بانو اختر جہاں کج
کاہ پروین پیدائش 1901 جو بزم آفندی کی دوسری انگریز بیوی کے بطن سے تھیں۔
پروین کج کاہ عمدہ شاعرہ تھیں۔

شریک حیات: 1958ء میں گلے کی کینسر سے انتقال کر گئیں۔ کانپور کے ایک معزز گھرانے کی
صاحبزادی تھیں۔

اولاد: (1) پانچ لڑکے۔ جن میں چار لڑکے عباس، کامران، تاجدار اور تسلیم بچپن میں
مر گئے اور اکلوتے بیٹے ہمایوں مرزا المتخلص سہیل آفندی حیات ہیں اور حیدرآباد

دکن میں مقیم ہیں۔

(2) سات لڑکیاں۔ ایک بیٹی کا کمسنی میں انتقال ہو گیا۔ دوسری لڑکی ناکتھرا تھی۔

دو بیٹیاں شادی کے بعد پاکستان چلی گئیں اور دو بیٹیاں ہندوستان میں مقیم رہیں۔

تعلیم و تربیت: 1۔ نجم آفندی کی اردو اور فارسی تعلیم گھر پر ہوئی۔

2۔ قرآن مجید اپنے چچا مرزا ہادی علی سے پڑھا

3۔ مفید نام اسکول آگرہ سے انگریزی میں مڈل پاس کیا۔ اس اسکول میں اردو فارسی

مولوی سلامت اللہ سے اور انگریزی اسکول کے ہیڈ ماسٹر راج کمار سے پڑھی۔

4۔ اسرار و افکار کے دیباچہ میں معز الدین قادری لکھتے ہیں۔ ”نجم آفندی کو اردو فارسی اور

انگریزی کے علاوہ ہندی زبان میں بھی درک ہے۔ ان کی ہندی زبان میں بھی

تصنیفات ملتی ہیں۔“

5۔ ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی دبستان دہلی میں لکھتے ہیں۔ ”نجم آفندی اردو، فارسی اور عربی

اچھی جانتے ہیں اور انگریزی میں بھی اچھا درک رکھتے ہیں۔

6۔ ڈاکٹر سید نواز حسن زیدی نے نجم آفندی کو فرنگیوں میں لکھا۔ ”اردو فارسی کی حد تک تو یہ

بات درست ہے لیکن محض قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کو عربی تعلیم کا حصول سمجھ کر ماما

رام اور ڈاکٹر ذاکر حسین کو مفاظہ ہوا ہے۔ خود نجم آفندی نے اپنے خط میں عربی نہ

پڑھ سکنے کے بارے میں لکھا ہے۔

7۔ اردو فارسی اور انگریزی کتابوں کے مطالعہ کا شوق تھا۔ انھیں گھر پر نام طور سے

انگریزی ناول کو بھی مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

8۔ نجم آفندی شمشاد حسین کے نام خط میں لکھتے ہیں ”میری تعلیم اس زمانے کے مڈل تک

ہوئی مگر کم از کم انگریزی کی دو ہزار کتابیں ہر قسم کی میری نظر سے گزری ہیں۔

شکل و صورت: شکل و صورت تصویر سے ظاہر ہے جو اس کتاب میں شامل ہے۔ نجم آفندی کا قد

تقریباً پانچ فٹ تھا۔ بدن چھریہ، رنگت سرخ و سپید تھی۔ چہرہ کول خوبصورت ناک

اور باریک ہونٹ کے ساتھ بڑے کان اور سر بھی نسبتاً بڑا تھا۔ آخری عمر میں بال

بہت کم رہ گئے تھے۔ شخصی داڑھی جو مونچھوں سے متصل تھی۔ آواز رعب دار اور چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی۔

وضع اور لباس: نجم آفندی نستعلیق شخصیت تھے۔ وہ مشرقی روایات کے پاسدار اور اسلامی تہذیب کے نمونہ تھے۔ جوش ملیح آبادی نے ساقی جوش نمبر میں لکھا۔ ”حضرت نجم آفندی جو اس قدر دین دار و پابند وضع بزرگ ہیں کہ تہتہ مارنے کو بھی خلاف شرع سمجھتے ہیں۔“ نجم آفندی کے لباس میں سادگی تھی۔ وہ عام طور پر سفید شیری وانی، سفید پاجامہ، مٹل کی کالی ٹوپی پہنتے تھے۔ کبھی کبھار کالی شیری وانی پر شمال اوڑھ لیتے تھے۔ پاؤں میں معمولی سلپریا جوتا ہوتا۔ ہاتھ میں ہمیشہ چھڑی رکھتے تھے۔ عینک صرف حسب ضرورت لگاتے۔

غذا و خوراک: نجم آفندی کم خوراک تھے۔ دیہی گھی اور گڑ سے شدید رغبت تھی۔ ان کی گھی اور گڑ کی چاہت کی کئی داستانیں لوگوں نے بیان کی ہیں۔

سیرت و کردار: ہم نجم آفندی کی سیرت اور عالی کردار کے ساتھ عجز و انکساری کا مختصر خاکہ معزز الدین تادری اور ذاکر حسین فاروقی کی تحریروں سے پیش کرتے ہیں۔ اسرار و افکار کے دیباچہ میں معزز الدین تادری نے لکھا ہے۔ ”خاندانی روایات مذہبی تعلیم و تربیت اسلام کی عظیم شخصیتوں کے نقوش قدم کو اپنا راستہ بنانے کی سعی و تمنا نے ان کو کافی متوازن، معتدل مزاج اور بنی نوع انسان کا ہمدرد بنا دیا ہے۔ ان کی آنکھوں میں بصیرت کی چمک ہے اور سنجیدگی کے نہ جانے کتنے راز ہیں۔ انھیں بنی نوع انسان سے محبت ہے۔ شخصی اور مذہبی عقائد پر خود سختی کے ساتھ کار بند ہیں لیکن سیرت و کردار میں کہیں بھی ”ملاپن“ یا پندار زہد“ کے نتیجے میں پیدا ہونے والا سوانگ موجود نہیں۔ بردبار، حلیم، خوش خلق اور مصیبتوں میں مسکرانے والی شخصیت ان کے سارے کلام سے جھلکتی ہے اور انھیں یہ کہنے کا حق ہے

میری تلاش راہ پر ہنستے ہیں آج تافلے
شع بنائی جائے گی کل میری گرد راہ کی

بقول جوش ملیح آبادی۔ جہاں تک طبائع کا تعلق ہے، باپ بیٹے میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ وہ ایک رنگین مزاج شاعر تھے اور ان کو رنگینی کبھی چھو کر نہیں گئی تھی۔ وہ سراپا رند تھے اور یہ سر تا بہ قدم متقی اور خشک قسم کے متقی تھے۔

دبستانِ دہلی میں ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی بیان کرتے ہیں: ”مرثیہ وضع داری، ایفائے وعدہ، حُسنِ معاشرت اور بڑے چھوٹوں کے ساتھ یکساں برتاؤ آپ کے کردار کی وہ خوبیاں ہیں جو ہر شخص کے دل میں جگہ پیدا کر لیتی ہیں۔ نجم صاحب نے اپنی زندگی کے جو اصول بنائے تھے وہ تاحیات ان پر کار بند رہے اور اخلاقی و روحانی اعتبار سے انھوں نے ایک کامیاب زندگی گزاری اور ان کی کامیاب زندگی ”قابلِ رشک موت“ کی ضامن بن گئی۔ بقول خود:

کچھ شعر جو منقبت میں کہہ لاتا ہے
اس خواب سے اپنے دل کو بہلاتا ہے
موزوں ترے کردار پہ بھی ہے یہ خطاب
تو شاعرِ اہل بیت کہلاتا ہے

شغل و ملازمت:

- 1- ریلوے محکمہ میں کلرک کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا۔ اس وقت نجم کی عمر بیس سال تھی۔
- 2- پھر دہلی میں ملازمت کی۔
- 3- کالکٹیشن اور غازی پور اسٹیشن پر کچھ عرصہ ملازم ہوئے۔
- 4- تحریکِ ترکِ موالات سے متاثر ہو کر ریلوے کی ملازمت ترک کر دی اور تلاشِ معاش میں ردولی پہنچے اور کچھ عرصہ کاشتکاری کی۔
- 5- جونیئر پرنس معظم جاہ شجاع کے دربار سے منسلک ہوئے۔ ان کے سپرد پرنس کے کلام کی اصلاح تھی۔ تنخواہ بھی اس کام کی پاتے تھے۔ نجم کی ماہانہ تنخواہ دو سو روپے ماہوار تھی۔
- 6- دربار سے علاحدہ ہو کر مانی پریشانیوں میں بسر کی اور اپنی خودداری کو نبھانے اور پیٹ

کی آگ بجھانے کے لیے چھبہ بازار حیدرآباد میں جوتوں کی دکان تک کھولی۔
 تنف برتو اے چرخ پیر کہ شاعر اہل بیٹ کو اتنی بڑی قوم تنگ دتی میں سہارا نہ دے
 سکی جبکہ تمام قوم اور تاجر ان کے کلام سے روحانی اور اقتصادی فائدہ اٹھا رہے
 تھے۔ اسی لیے تو اپنے خطوط میں اس طرح گلہ کیا ”آج ہندوستان میں تہمت سے
 راس کمار کی تک میرے نوے پڑھے جا رہے ہیں لیکن مالی فائدہ دوسرے اٹھا رہے
 ہیں“ ”کاروان ماتم“ لاہور والوں نے میری اجازت و اطلاع کے بغیر شائع کر لی
 ہے۔ لکھا تو جواب تک نہیں دیتے۔ یہ قدر دانی ہو رہی ہے۔ ہم تکلیف اٹھا رہے
 ہیں اور یہ نفع کما رہے ہیں۔“

شاعری کا آغاز: ۱۲ سال کی عمر میں شاعری کا آغاز کیا۔ ابتدا غزل کوئی سے کی۔ شاہ نیاز وارثی کی
 غزل پر مصرعے لگائے

زبے عزو جالی بو ترابی فخر انسانی

علی مرتضیٰ مشکل کشائی شیر یزدانی

پہلا مشاعرہ: جس مشاعرے سے ججم کی شاعری کا تعارف ہوا وہ خود ان کے گھر کے سامنے منعقد
 کیا گیا تھا جس میں اکابر شعرا نے شرکت کی تھی۔ ججم کی غزل کا مطلع تھا:

چاندنی میں تم ذرا گھر سے نکل کر دیکھتے

قبر عاشق اور ایک میلی سی چادر دیکھتے

شاگردی: شاعری کے آغاز میں اپنے والد بزم آفندی کی شاگردی کی لیکن بہت جلد ہی
 اصلاح سے بے نیاز ہو گئے۔

صحبت اساتذہ: ججم آفندی کو گھریلو ماحول کے علاوہ اپنے دہلی کے قیام کے دوران نواب سائل
 دہلوی، بے خود دہلوی، پنڈت امر ناتھ ساحر، منشی امیر اللہ تسلیم، شوکت علی میرٹھی،
 عبدالرؤف عشرت، ناصر علی خاں مچھلی شہری اور وٹار کانپوری جیسے شعرا شامل تھے۔
 انھیں اساتذہ نے ججم کی شعری صلاحیتوں سے متاثر ہو کر کہیں اس نوجوان شاعر کو
 صدر مشاعرہ بنایا تو کہیں راجہ پنڈراول نے ان کی شاہکار نظم کو (1800) سورویوں

میں خرید کر یہ رقم یتیم خانہ کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ کبھی محفل مقاصدہ میں صفحی لکھنوی کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ”تجم صاحب ہم نے بائیس (22) سال اس محفل میں چراغ جلایا ہے اب آپ کی باری ہے۔“

خطاب: ناصر الملکت نے تجم آفندی کو ”شاعر اہلیت کا خطاب دیا جو تجم آفندی کے مسلسل سلام اور قصیدہ نگاری کا اثر تھا۔

یہاں یہ بات بھی خارج از محل نہیں کہ تجم آفندی کے دادا کے بھائی مرزا فتح کو خلافت عثمانیہ کی جانب سے آفندی خطاب کعبتہ اللہ اور حاجیوں کی خدمت کرنے پر دیا گیا تھا جو نسلاً بعد نسل استعمال ہو سکتا تھا۔

ہم عصر شعراء: حالی، اکبر الہ آبادی، اقبال، سائل دہلوی، منشی امیر اللہ تسلیم، نسیم، حسرت موہانی، صفحی لکھنوی، مرزا اوج، دولہا صاحب عروج، مرزا نائق، آرزو لکھنوی وغیرہ بزرگ عمر ہم عصر شعرا تھے جب کہ ان کے ہم عصر شعرا میں فانی، جوش، صدق جاسی، یگانہ، سیما، مہذب لکھنوی، نسیم امرہوی، رئیس امرہوی، سید آل رضا وغیرہ شامل تھے۔

تجم آفندی کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ خود انھوں نے جو فہرست جلیس ترمذی کو روانہ کی تھی اس میں (69) نام تھے۔ وہ بعد میں بڑھ کر (72) ہو گئی، اور کچھ اس طرح ہے جسے ڈاکٹر سید نواز حسن زیدی نے تجم آفندی فکر و فن میں نقل کیا ہے۔ رعنا اکبر آبادی، جعفر مہدی، رزم رودلوی، صفدر حسین کاشمی، عبدالسعید رشک، نابد مرحوم، وزارت علی، علی انجم اکبر آبادی، مرزا عبدالکریم مضطر، کوکب اکبر آبادی، جلیس ترمذی، انتظام الحسینین، خاور نوری، سعید شہیدی، مرزا عادل، ساجد رضوی، شاہد حیدری، نازم رضوی، قائم جعفری، عباس نابدی، خورشید جنیدی، باقر منظور، طاہر نابدی، خواجہ ضمیر، کاوش حیدری، تنجو قمر، راحت عزمی، تصور کرت پوری، عباس زاہد، شہید یار جنگ، ہشیار جنگ، ڈاکٹر اختر احمد، تجم نظامی، طالب رزاقی، حرماں خیر آبادی، ناصم جیل، ساحر نجمی، سعید السائد، زیبا رودلوی، پرنس معظم جاہ جمع، ہاجم جاں بہادر، اختر زیدی، حسن مدنی، اثر غوری، کاظم رشک، شائق حیدر آبادی، نسیم

تلامذہ:

حیدر، محبت جاوہر، صادق نقوی، سوز رضا ترمیم، قتی عسکری، اقبال عابدی، سید جعفر حسین، زاہد رضوی، ظہیر جعفری، آغا ہاجر، باذل عباس ضیفم، سائر، ثاقب، سعادت نظر، عبدالحی خاں، شارق، بانو سید پوری، نظیر سہوری، عقیل نجمی، سہیل آفندی، روپ کماری، بیدار حنفی اور وفا ملک پوری وغیرہ۔

ڈاکٹر نواز حسن زیدی لکھتے ہیں کہ تانذہ کی اصلاح کے وقت نجم آفندی کے ہاں وہی جذبہ کارفرما ہے جسے عشق اہل بیت کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ تانذہ کے کلام کی اصلاح کے لیے باقاعدہ اصول وضع کر رکھے تھے۔ شاگردوں کے خطوط کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ”مجھے امید نہیں کہ جلد تمہارا کلام دیکھ کر بھیج سکوں گا۔ از روئے انصاف سلسلہ وارد دیکھتا ہوں“ آج کل چار طرف سے پاکستان اور ہندوستان سے اصلاح کا کلام آرہا ہے۔ سر اٹھانے کی مہلت نہیں۔ دماغ بھی کام دیتا ہے تو ہاتھ کا نپتا ہے کس کس کو منع کروں اور کیسے ممکن ہے مدح اہل بیت کا مسئلہ ہے۔

مدت مشق سخن: تقریباً ستر (70) سال

مسافرت برائے شاعری: دہلی، کانپور، لکھنؤ، حیدرآباد، کراچی، کلکتہ، بنارس، لاہور ہی نہیں بلکہ دور دراز کے چھوٹے مقامات پر بھی تبلیغ پیام اہل بیت میں مشغول رہے۔ چنانچہ فیض آباد، بریلی، بارہ بنکی، سینٹاپور، بھرت پور، اجین، مدراس اور بلرام وغیرہ کے لوگ بھی موصوف کے کلام کے دلدادہ رہے۔

زیارت عتبات عالیہ: 1950ء اگست میں زیارتوں کے لئے عراق گئے اور مختلف مقامات مقدسہ پر حاضری دی اور اپنے تاثرات کو منظوم لکھ کر ”تاثرات زیارت“ کے عنوان سے شائع کیا۔

تصنیفات: راقم کو کائنات نجم آفندی مرتب کرتے ہوئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نجم آفندی کی تصانیف تقریباً عنقا ہیں۔ نجم آفندی کی چالیس (40) سے زیادہ تصانیف شائع ہوئیں۔ سب سے پہلی تصنیف ان کے کلام کا مجموعہ 1917 میں اور آخری تصنیف

”لہو قطرہ قطرہ“ ان کے انتقال کے چار سال بعد 1979ء میں شائع ہوا۔ علامہ ضمیر اختر نقوی نے لکھا ہے کہ ”جم آفندی نے حیات میں چند تصانیف مرتب کی تھیں مثلاً ”گلدستہ نعت“ ”مذہبی رباعیات“ ”قومی اور مذہبی نظموں کا مجموعہ“ ”خودنوشت سوانح حیات“ جو نامکمل رہ گئی تھی جو کبھی شائع نہ ہوئیں۔ نیز جم کے مضامین کا کوئی مجموعہ بھی ترتیب نہیں دیا گیا۔

جم مرحوم کی تصانیف کی فہرست جو ضمیر اختر نقوی نے مرتب کی ہے یہاں پیش کی جا رہی ہے۔ باضافہ چند تصانیف جو بعد میں شائع کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
1.	پھولوں کا بار	1917ء	آفندی بک ڈپو، آگرہ	پہلا مجموعہ کلام۔ ادبی، اخلاقی قومی نظموں کا مجموعہ وہ نظمیں جو شیعہ کانفرنس میں پڑھی گئی تھیں۔
2.	قصائد جم	1943ء	آفندی بک ڈپو، آگرہ	رباعیات (32) قصائد اور نظمیں (25)
3.	تہذیب موڈت	1943ء	تاج پریس، یوسف آباد، حیدرآباد	رباعیات (140)
4.	اشارات غم حصہ اول	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (32) نوٹے
5.	اشارات غم حصہ دوم	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (33) نوٹے
6.	اشارات غم حصہ سوم	1938ء	احباب پبلشرز، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض (21) نوٹے
7.	کر بل کی آہ	—	کتب خانہ اثنا عشری، لکھنؤ	جدید نوحد جات (9) نوٹے
8.	آیات ماتم	1361ھ	نظامی پریس، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض
9.	تصویرات غم	1943ء	مکتبہ ماحری کولہ، لکھنؤ	نوحوں کی بیاض

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
10.	کر بل نگری	1361ھ	مکتبہ ماہری گولہ گنج، لکھنؤ	بیزدہ صد سالہ یادگار حسینی پر لکھی گئی نظم (اردو۔ ہندی)
11.	اسلام پونجی	1380ھ	امامیہ مشن لکھنؤ	طویل مثنوی، آغاز اسلام سے ہجرت حبشہ تک (اردو۔ ہندی)
12.	فتح مبین	1943ء	نظامی پریس لکھنؤ	ایک مرثیہ۔ 5 سلام، 9 رباعیات
13.	بیاضِ حتم	1950ء	مکتبہ سلطانی، بمبئی	نوحہ جات، (حصہ اول، 53 نوٹے، حصہ دوم 81 نوٹے)
14.	شاعر اہل بیت جیل میں	1939ء	مکتبہ ماہری، گولہ گنج، لکھنؤ	قومی نظموں اور قطعات کا مجموعہ
15.	حسینی سنسار	1364ھ	مکتبہ ماہری گولہ گنج، لکھنؤ	نوحہ جات
16.	کاروانِ ماتم	—	کتب خانہ اثنا عشری لاہور	(54) نوٹے اور سلام
17.	پریم بھکتی	—	مکتبہ ماہری، گولہ گنج، لکھنؤ	ہندی نظموں کا مجموعہ، اردو رسم الخط میں
18.	دارالسلام	—	مکتبہ ماہری، گولہ گنج، لکھنؤ	جدید رنگ کے سلام
19.	تاثرات زیارت	1950ء	اکڈرک پریس، حیدرآباد	زیارت سے متعلق منظوم خراج عقیدت

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
20	نصاب دینیات	1364ھ	مطبع حیدری، حیدرآباد	بچوں کے لئے مختصر دینی احکامات (نثر)
21	شہیدوں کی باتیں	1952ء	رضا کارکب ڈپو، لاہور	کربلا والوں کے اقوال اور کارنامے (نثر)
22	حسین اور ہندوستان		مکتبہ ماحری گولہ گنج، لکھنؤ	ہندوستان کا امام حسین سے روحانی تعلق (نثر)
23	لغات المذہب	1961ء	رضا کارکب ڈپو، لاہور	ایک ہزار مذہبی الفاظ پر مشتمل لغت (نثر)
24	چوراموں	1349ھ	زاویہ ادب، حیدرآباد	بچوں کے لئے مختصر اخلاقی افسانہ (نثر)
25	چاندکی بیٹی	—	—	— (نثر)
26	پھول مالا	—	—	— (نثر)
27	معراجِ فکر	1959ء	رضا کارکب ڈپو، لاہور	مرثیہ
28	اسرار و افکار	1971ء	ادارہ قدر ادب، حیدرآباد	چار سو بابا عیادت و قطععات
29	قصائدِ تجم	1372ھ	تاج پریس، حیدرآباد	سولہ (16) قصائد کا مجموعہ
30	جانِ کربلا	1993ء	مکتبہ ماحری، گولہ گنج، لکھنؤ	(نوٹے + سلام)
31	معرکہ غم		مکتبہ ماحری، گولہ گنج، لکھنؤ	(نوٹے + سلام)
32	دکھ کا ساگر		مکتبہ ماحری، گولہ گنج، لکھنؤ	(نوٹے + سلام)

نمبر شمار	نام کتاب	سن طباعت	مطبع	تفصیلات
33	کاروانِ عزا	—	عزا دار بک ڈپو	نوٹے اور سلام
34	ترقی کی برکتیں	—	—	— (نثر)
35	قصایدِ قدسی	—	مطبوعہ ششی پریس، آگرہ	قصائد
36	ستارے	1364ھ	دکن اردو اکادمی	نظموں کا مجموعہ
37	بندۂ خدا	1969ء	کالمی پرنٹنگ پریس	ایک مذہبی ناول
38	نفس اللہ	—	حیدرآباد وائزہ الیکٹریک پریس، حیدرآباد	— (نثر)
39	ترقی پسندوں کے نام	—	—	— (نثری کتاب)
40	رباعیاتِ جہم آفندی	—	امامیہ کتب خانہ لاہور	(145) رباعیات
41	پنجتنی قصائد (غیر مطبوعہ)	—	—	قصائد
42	رباعیات	1976ء	اعجاز پرنٹنگ پریس حیدرآباد	(30) رباعیات
43	لہو قطرہ قطرہ	فروری 1979ء	پرنٹنگ محل، ناظم آباد کراچی	پچاس منتخب غزلوں کا مجموعہ

وطن پرستی اور انگریز نفرت: سچ تو یہ ہے کہ برصغیر نے علامہ جہم آفندی کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور

آزادی کے بعد ع: منزل انھیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔

وطن دوستی انگریز نفرت اور قومی محبت جہم آفندی کے ریشہ ریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھری

تھی۔ ذیل میں چند واقعات اور حکایات ہمارے دعویٰ کے ثبوت ہیں۔

1. ابتدائی عمر میں جب اسکول میں کسی بندو لڑکے سے جھگڑا ہونے کے بعد ان کے ہیڈ

ماسٹر راج کمار کے جملہ ”تم دونوں مل کر تیسرے کو کیوں نہیں مارتے؟“ نے فوراً

انگریزوں کے خلاف متحد ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اپنی خودنوشت میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ”میرے دل نے آواز دی کہ تیسرے سے مراد انگریز ہے جس کی غلامی کی صعوبتیں ہم برداشت کر رہے ہیں لیکن اس کو مار بھگانے کی جسارت نہیں کرتے۔“

2. نجم آفندی کی کھدر پوشی سے تنگ آ کر ان کے انگریز افسر نے ان کا تبادلہ سزا کے طور پر آسنول کر دیا۔ چنانچہ بعد میں نجم نے تحریک ترک موالات سے متاثر ہو کر سرکاری ملازمت سے ہمیشہ کے لئے استعفیٰ دے دیا۔

3. انگریزوں کے استعمار سے بیزار ہو کر زمانہ طالب علمی میں ایک چھوٹی سی انجمن بنائی جس کا خفیہ ایجنڈا انگریزوں سے ان ہی کے ہتھیاروں سے مقابلہ اور قومی ملی یکجہتی تھا۔ اس انجمن کے ممبر ایک خاص قسم کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد یہ انجمن رشتوں کے بھائی کی سازش سے ختم ہو گئی۔

4. سرکاری ملازمت سے علاحدگی کے بعد قومی اور مذہبی رجحان نے تقویت پائی چنانچہ ایک طویل پچیس (25) بند کی نظم ”ڈریٹیم“ لکھی جو ”پھولوں کا باغ“ مجموعہ کلام میں شامل ہے اور اس نظم کے ساتھ یہ نوٹ بھی لکھا ہے کہ یہ وہی نظم ہے جس نے شیعہ کانفرنس کے آٹھویں اجلاس منعقدہ الہ آباد میں حشر برپا کر دیا تھا اور جس پر راجہ سید ابو جعفر صاحب نے ساڑھے چار ہزار روپے نچھاور کر دیے تھے۔

5. نجم آفندی نے اپنی تصنیف ”ترقی کی برکتیں“ میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے لکھا۔ اس وقت ہندو مسلم اتحاد کی بہترین صورت یہ ہے کہ دونوں قوموں کے نوجوان اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے طاقت ور بازوؤں کا صحیح مصرف کریں اور اپنے مضبوط ہاتھوں سے فساد روک کر ملک کی سب سے بڑی خدمت کریں۔

6. نجم آفندی جلیس ترمذی کے خط میں لکھتے ہیں: ہندو قوم کے افراد نے گاندھی جی کو ختم کر کے دنیا کو یہ بتا دیا ہے کہ ہندوستانی ذہنیت کہاں تک پست ہو سکتی ہے۔

7. نجم آفندی کا گریسی تھے اور اسی لئے کا گریسی مشاعرے بھی کروائے۔ ایک مشاعرے